پاکستان

بنیادی معلومات: مذہبی آزادی کے حوالہ سے پاکستان دنیا بھرمیں ان ممالک کے لیے جنہیں حالیہ دور میں امریکی حکومت کی طرف سے"خصوصی تشویش والے ممالک" کے طور پرنامزد نہیں کیا گیا ایک بدترین صورتحال پیش کرتا ہے۔ گزشتہ برسوں کے دوران نہ صرف اہل تشیع مسلمانوں بلکہ عیسائیوں، احمدیوں اور ہندوؤں کو بھی دیرینہ فرقہ وارانہ تشدد کا نشانہ بنانے کے سبب صورتحال پستی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ موجودہ یا گزشتہ حکومتیں مناسب تحفظ فراہم کرنے یا جرائم کےمرتکب افراد کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ پاکستان کے اندرجابرانہ توہین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کو مذہبی آزادی کی راہ میں خلل پیدا کرنےاور سزا سے بلاخوف ماحول کو نشونما فراہم کرنے کے لیے بھی آزادانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سال 2014 میں USCIRF ایک بار پھر تجویز کرتی ہے کہ پاکستان کو بھی "خصوصی تشویش والا ملک" (سی پی سی) قرار دیا جائے۔ USCIRF سال 2002 سےتجویز کر رہی ہے کہ پاکستان کو سی پی سی قرار دیا جائے۔

پس منظر

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک غیر فوجی حکومت سے دوسری غیر فوجی حکومت کو اقتدار کی منتقلی کے باوجود انتہائی ناقص قسم کی مذہبی آزادی کا ماحول مزید بدتر صورت اختیار کر گیا ہے۔ حالیہ اورگزشتہ دونوں ہی حکومتیں مذہب اور عقیدے کے حوالہ سے روادارانہ، دانستہ، بدستور اور قابل اعتراض خلاف ورزیوں کی مرتکب پائی گئی ہیں۔ جمہوری اداروں کی موجودگی کے باوجود، پاکستان کے اندر کا قانونی ماحول توہین رسالت کے قوانین اور دیگر مذہبی تفریق کا سبب بننے والی قانون سازی اور آئینی شرائط کی وجہ سے خاص طور پر جابرانہ ہے۔ حکومت اقلیت واکثریت دونوں ہی سے تعلق رکھنے والے شہریوں کو، فرقہ وارانہ اورمذہبی بنیادوں پر تشدد کے خلاف تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے، اور پاکستانی حکام نے جرم کے مرتکب افراد کے خلاف نہ توعدالتی کاروائی کی ہے اور نہ ہی تشدد کو ابھارنے والے معاشرتی عناصر کے خلاف کوئی اقدام اٹھایا ہے۔ اپریل 2013 میں پاکستان میں انسانی حقوق کے کمیشن نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پاکستان ایک ایسےغیر جمہوری معاشرے کی شکل اختیار کرنے کے "دہانے پر کھڑا ہے" جہاں تشدد کو بات چیت کی قابل قبول حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ہے۔

زرداری کی گزشتہ حکومت نے مرحوم شہباز بھٹی اور ڈاکٹر پال بھٹی کی سربراہی میں وفاقی سطح پر بین المذاہب رواداری کی ایک خصوصی وزارت قائم کی تھی۔ شہباز بھٹی کو پاکستانی طالبان نے مارچ 2011 میں قتل کر دیا تھا۔ ڈاکٹر بھٹی نے فروری 2013 میں اسلام آباد میں ایک اہم نوعیت کی بین المذاہب کانفرس منعقد کی جس میں اس وقت کے وزیر اعظم نے شمولیت کی۔ نواز شریف کے وزیر اعظم منتخب ہونے کے بعد بین المذاہب رواداری کی وزارت کو مذہبی امور کی وزارت میں مدغم کر دیا گیا جو کہ بنیادی طور پر مسلمان کمیونٹی کے امور مثلاً حج میں شمولیت جیسے معاملات کا جائزہ لیتی ہے۔ شریف حکومت نے اقلیتوں کا یوم تعطیل جس کا آغاز شہباز بھٹی نے کیا تھا، ضرورجاری رکھا، تاہم اس میں حکومتی افسران کی شمولیت کی سطح کم تھی۔ ستمبر میں حکام نے ان افراد کو گرفتار کیا جنھوں نے بعد ازاں شہباز بھٹی کے قتل کی ذمہ داری قبول کی۔ مقدمہ کی کاروائی کا آغازتو کیا گیا لیکن عدالتی تحفظ ناپختہ رہا ہے جس کی وجہ سے گواہان کو دہشت گرد گروہوں، پاکستانی طالبان اور لشکر جھنگوی سے قتل کی دھمکیاں وصول ہوئی ہیں۔ اس تحریر کے سامنے آنے تک مقدمہ کی کاروائی جاری تھی۔

مذہبی آزادی کی صورتحال 2013-2014

فرقہ وارانہ تشددکا نشانہ بنانا: پاکستان کی گزشتہ اور حالیہ حکومتیں اہل تشیع کے ساتھ ساتھ مسیحی ، ہندو اور احمدی برادری کے خلاف بھی تشدد میں آنے والی تیزی کا مؤثرانداز سے سدباب کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ حکام تسلسل کے ساتھ اس طرح کے تشدد کے مرتکب افراد کو انصاف کے کٹہرے میں نہیں لائے۔ پاکستان کے چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی نے کئی ایک مواقع پر مذہبی اقلیتوں کے لیے ناقص حفاظتی صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے حکومت پر انسدادی اقدامات کی ذمہ داری لگائی ہے۔ نہ صرف مذہبی اقلیتیں نشانہ بنتی رہی ہیں بلکہ اکثریتی مذاہب کے افراد کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جنوری 2014 میں مبینہ طور پر کراچی کے اندر پاکستانی طالبان نے ایک مشہور صوفی بزرگ کے میزار پر حاضری دینے والے چھ زائرین کے گلوں پر چھری چلا دی۔

اہل تشیع: اطلاعی عرصہ کے دوران انتہا پسند اور دہشت گرد تنظیموں کی جانب سے بلا کسی خوف اہل تشیع برادری کے جلوسوں، مساجد اور اس کے ساتھ ساتھ سماجی میل جول کے مقامات کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ جنوری 2013 میں خاص طورپر پول (کھیل) ہال جہاں پراہل تشیع برادری کا کثرت کے ساتھ آنا جانا تھا اور شیعہ زائرین سے بھری ہوئی ایک بس جوجنوری 2014 میں ایران سے واپس آ رہی تھی بم کا ایک بہت بڑا دھماکہ ہوا۔ حمایتی تنظیموں کی طرف سے گزشتہ سال کے دوران پورے پاکستان میں قتل کیے جانے والے اہل تشیع افرد کی مجموعی تعداد 700 کے قریب بیان کی گئی ہے جبکہ زخمی ہونے والے افراد 1000 سے زائد ہیں۔ پاکستانی حکومت کی طرف سے آنے والا ردعمل واضح طور پر ناکافی رہا ہے۔ پولیس اگر موجود ہوتو وہ حملہ آوروں کو لوگوں کو قتل کر دینے سے قبل ہی روکنے پرآمادہ نظر نہیں آتی اور نہ ہی حکومت نے اہل تشیع کو متواتر ہدف بنانے والے گروپوں کی بیخ کنی کی ہے۔

مسیحی برادری: مسیحی برادری کے خلاف تشدد جاری ہے۔ مسیحی برادری کے خلاف پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا حملہ ستمبر 2013 میں اس وقت ہوا جب پاکستانی طالبان نے پشاور میں آل سینٹس چرچ پر جب سروسز اختتام کو پہنچ رہی تھیں حملہ کیا جس کے نتیجہ میں 100 افراد ہلاک ہوئے۔ علاوہ ازیں صوبہ پنجاب میں مارچ اور اپریل کے مہینوں میں مسیحی برادری کے خلاف دو بلوائی حملے کیے گئے جن میں 100 سے زائد گھروں کو تہس نہس کردیا گیا۔ اگرچہ صوبائی حکومت نے تھوڑا سا ازالہ کیا لیکن جرم کا ارتکاب کرنے والے محض چند ایک افراد ہی کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ علاوہ ازیں، اگست 2013 میں ایک امام مسجد کی طرف سے دماغی طور پرمعذورایک مسیحی بچی کے خلاف سال 2012 میں دہوکے سے توہین رسالت کے شواہد کی آڑمیں قائم کردہ مقدمہ برخاست کر دیا گیا۔ دی سینٹر فار لیگل اسسٹنس اینڈ سیٹلمینٹ (سی ایل اے اے ایس) اور دیگر گروپوں نے اغواء اورمذہب کی زبردستی کے ساتھ تبدیلی کو تواتر کے ساتھ رپورٹ کیا ہے مثال کے طور پر جنوری 2014 میں ایک 14 سالہ مسیح لڑکی کو اغواء کرنے کے بعد زبردستی مذہب تبدیل کر کے جبرا ”شادی پر مجبور کیا گیا۔

احمدی برادری: اطلاعی عرصہ کے دوران مذہبی بنیادوں پر احمدی برادری کا قتل عام فردا ”فردا” جاری رہا ہے۔ علاوہ ازیں مقامی پولیس نے احمدی برادری کی مساجد سے قرآنی نسخے اورمینار جبرا” ہٹوائے ہیں۔ بعض اوقات مقامی پولیس کی طرف سےاحمدی برادری کی قبروں کی بے حرمتیوں کے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں، جن میں اپریل 2013 میں قبر کھود کر ایک لاش کونکالنا بھی شامل ہے۔ اطلاعی عرصہ کے دوران احمدی برادری کو مذہبی بنیادوں پر نشانہ بنانے والے امتیازی قوانین کے ذریعہ پارلیمانی انتخابات میں مؤثر انداز میں حق رائے دہی کا استعمال کرنے سے محروم رکھا گیا ہے۔ (احمدی برادری پر ڈہائے جانے والے مزید منفرد مظالم نیچے ملاحظہ فرمائیں)۔

ہندو برادری: ریاستی سطح پر ہندو برادری کی شادیوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس سارے اطلاعی عرصہ کے دوران ہندو عورتوں کے اغواء، جبرا” اسلام قبول کروانے اور زبردستی شادی کرنے کے الزامات تسلسل کے ساتھ جاری رہے ہیں۔ USCIRF کو یہ اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ اپریل 2013 میں ہندو برادری کے تقریبا” 500 افراد نے فرقہ وارانہ دھمکیوں اور ناقص معاشی حالات کی وجہ سے پاکستان چھوڑ کر انڈیا کا رخ کیا۔ ستمبر کے مہینے میں ہندو برادری کے لڑکوں کو اغواء کیا گیا، اکتوبر کےمہینے میں سندھ کے اندر ایک ہجوم نے ایک ہندو شخص کی قبر کھودی جبکہ جنوری 2014 میں صوبہ پنجاب میں ایک نو سالہ ہندو لڑکی کی عصمت دری کر کے اس کو قتل کر دیا گیا۔

قوانین برائےتوہین رسالت : توہین رسالت سے متعلق ملکی قوانین کو نہ صرف کثرت کے ساتھ پنجاب بلکہ پورے ملک میں بھی استعمال کیا گیا جس سے اقلیتی مذہبی گروہوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور اختلاف رائے رکھنے والے مسلمانوں کو بھی ہدف بنایا گیا جو کہ تواتر کے ساتھ سزائے قید پر منتج ہوا۔ اطلاعی عرصہ کے دوران محمد اصغر کو سزائے موت سنائی گئی جبکہ سجاد مسیح کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ اطلاعی عرصہ کے دوران مارچ 2014 میں ایک پاکستانی عدالت نے ثواح مسیح کوتوہین رسالت کے قانون کے تحت موت کی سزا سنائی۔ اپریل 2013 میں لاہور ہائی کورٹ نے یونس مسیح پرتوہین رسالت کا الزام مسترد کر دیا؛ اس کو نو سال تک قید میں رہنے کے بعد رہا کیا گیا۔ USCIRF کومجموعی طور پر سزائے موت کا انتظار کرنے والے کم ازکم 17 افراد جبکہ مزید 19 افراد جو کہ عمر قید سے گزر رہے ہیں کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ ضمیمے میں توہین رسالت کے قیدیوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ بہت سے دیگر افراد پربھی الزام عائد کیا گیا ہے اور وہ مقدمہ کی کاروائی کا انتظار کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر شیری رحمان جب امریکہ میں پاکستان کے سفیر کے طور پر کام کر رہی تھی ان پر فروری 2013 میں پولیس کی طرف سے 2010 کے دوران ایک ٹیلی ویژن پروگرام کے دوران تبصرہ کرنے پر توہین رسالت کا الزام

عائد کیا گیا۔ پاکستانی حکومت نے ان خدشات کے پیش نظر یوٹیوب پر بندش لگائی ہوئی ہے کہ اس میں 'توہین رسالت' کے بارے میں مواد پیش کیا جارہا ہے۔

توہین رسالت کے قوانین کئی ایک حوالوں سے انتہائی مسائل کن ہیں اورخاص طور پر پاکستان کی صورتحال بھی ایسی ہی ہے۔ نام نہاد جرائم کے تحت سزائے موت یا عمر بھر قید کی سزا ہے، الزام عائد ہو جانے کے بعد سوچ سمجھ کر انجام دینے کا ثبوت یا شہادت درکار نہیں ہوتی اورنہ ہی اس میں جھوٹے الزامات عائد کرنے پر کوئی سزائیں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں یہ قوانین کوئی واضح رہنمائی فراہم نہیں کرتےکہ خلاف ورزی کی بنیاد کیا ہوسکتی ہے اور یہ الزام عائد کرنے والوں کو اپنے مذہب کی خود سے تشریح کرنے کا اختیاردیتے ہیں۔ ستمبر 2013 میں اسلامی نظریاتی کونسل نے توہین رسالت کے قوانین میں تبدیلی کے ذریعہ دستوری تحفظات شامل کرنے کے خلاف سفارش کرتے ہوئے کہا کہ فراڈ اورغلط استعمال کی صورتوں میں مجموعہ تعزیزات کے تحت سزا دی جا سکتی ہے۔ دسمبر کے مہینے میں وفاقی شرعی عدالت نے حکم جاری کیا ہے کہ توہین رسالت کی صورت میں سزائے موت ہی واحد مناسب سزا ہے۔ اس نے حکومت سے عمر قید کو بطور سزا ختم کرنے کی درخواست کی لیکن اس رپورٹ کے تحریر ہونے تک کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔

احمدی برادری پر قانونی پابندیاں: احمدی برادری پر ضابطہ فوجداری اور آئین کے تحت متعدد قسم کی قانونی پابندیاں عائد ہیں اور وہ حکومت کے جاری کردہ غیر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ آئین احمدی مذہب سے تعلق رکھنے والی برادری کو "غیر مسلم" قرار دیتا ہے اور ضابطہ فوجداری احمدیوں کی عبادت کے بنیادی قوانین اور باہمی گفت و شنید کومجرمانہ افعال گردانتا ہے۔ انہیں ووٹ ڈالنے سے بھی روکا جاتا ہے۔ اطلاعی عرصہ کے دوران USCIRF کواحمدیوں کے خلاف ان کی "غیر قانونی" مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے ضابطہ فوجداری کے تحت کی جانی والی کاروائیوں سے متعلق تسلسل سے رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں۔

تعلیم: نیشنل کمیشن فار جسٹس اینڈ پیس (این سی جے پی) نے مئی 2013 میں رپورٹ دی کہ پنجاب اور سندھ کے صوبوں میں جماعت اول تا دہم کی 22 نصابی کتب میں مذہبی اقلیتوں کے بارے میں امتیازی سلوک والے مندرجات پائے گئے۔ ان نتائج کے ذریعہ USCIRF کی سال 2011 کی تحقیق کی عکاسی ہوتی ہے جس نے دریافت کیا تھا کہ پبلک اور پرائیویٹ سطح پر چلائے جانے والے اسکولوں اور مدرسوں کی ایک پریشان کن تعداد نصابی کتب اور کلاس روم کے اندر فراہم کردہ ہدایات کے دوران مذہبی اقلیتوں کی بے قدری کرتی ہے۔ اگست 2013 میں اصلاحات کے باوجود، خیبر پختون خواہ کے وزیر تعلیم نے کہا کہ وہ جہاد سے متعلق قرآنی آیات کو دوبارہ سے نصاب کا حصہ بنائیں گے۔

امریکی پالیسی کے لیے سفارشات

انسانی حقوق، مذہبی آزادی یا عقیدے کے احترام کا فروغ پاکستان میں امریکی پالیسی کا ایک اہم جزو ہونا چاہیے، کیونکہ مندرجہ بالا بیان کردہ اور اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی تحریرکردہ رپورٹوں میں دکھائی جانے والی دانستہ، بدستور اور قابل اعتراض مذہبی خلاف ورزیاں "خصوصی تشویش والا ملک" قرار دینے کے لیے آئی آر ایف اے کے قانونی معیار کو واضح انداز میں پورا کرتی ہیں۔ USCIRF تجویز کرتا ہے کہ امریکی حکومت کو چاہیے کہ وہ:

- مذہبی آزادی کے بین الاقوامی ایکٹ کے تحت پاکستان کواس کے حکومتی سطح پر ملوث ہونے اورمذہبی آزادی کی شدید خلاف ورزیاں کرنے کی وجہ سے سی پی سی نامزد کرے اور پاکستانی حکومت کے ساتھ صدارتی کاروائیوں سے اجتناب کرنے اوران میں کمی لانےکے اقدامات اٹھانے کے لیے ایک واجب التعمیل معاہدہ کرے؛ مثال کے طور پر معاہدہ اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اور یوایس ایڈ کی معاونت کے ذریعہ متعلقہ استعداد کاری کے ذرائع کے ساتھ وابستہ ہونا چاہیے۔

- پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالے کہ وہ مذہبی گروہوں کو تشدد سے تحفظ فراہم کرے اور جرائم کےمرتکب افراد پر متحرک انداز میں مقدمہ چلائے، خواہ وہ بطور ہجوم حملہ آورہونے والے افراد ہوں یا دہشت گرد گروہوں کے ساتھی، اور اس بات کو یقینی بنائے کہ امریکہ کی فوجی امداد کا ایک حصہ مذہبی اقلیتی برادریوں اوران کی عبادت گاہوں کو حفاظت فراہم کرنےمیں پولیس کو مدد دینےکے لیےایک مؤثر حفاظتی منصوبہ بروئے کار لائے۔

- بین المذاہب رواداری کی وفاقی وزارت ازسرنو قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرے، پاکستان امریکہ مزاکرات میں مذہبی رواداری پر بات چیت کو شامل کیا جائے اور قومی سطح پر ان نصابی کتب اور نصابی معیارات کی حوصلہ افزائی کرے جو تمام مذاہب کے لیے رواداری کو فروغ دیتے ہوں؛

- حکومت پر زور دے کہ وہ غیر مشروط طور پران افراد کو معافی دے اور انہیں رہا کرے جو اس وقت توہین رسالت یا احمدی قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں سزا پا رہے ہیں (ضمیمے میں توہین رسالت کے قیدیوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں)، اس کے علاوہ توہین رسالت کے قانون کو منسوخ یا درست کرے اور احمدی مخالف قانون کو کالعدم قرار دے؛ اور

- یو ایس ایڈ کی طرف سے متعلقہ استعداد کاری کے ذرائع صوبائی سطح پر اقلیتی امور کی وزارتوں کو فراہم کی جائے تا کہ وہ مذہبی آزادی اور کوششوں کی حمایت جاری رکھنے کی ضمانت دیں، مذہبی رواداری اور اتفاق رائے کو فروغ دیں اورحکومت پاکستان اور اقلیتی مذاہب رکھنے والی برادریوں کے ساتھ ملکر کام کرے تا کہ ملک کے اندر ان کے تحفظ اور حقوق کو یقینی بنانے سے متعلق اقدامات پر اتفاق رائے پیدا کرنے میں مدد دی جائے۔